Al-Milal: Journal of Religion and Thought (AMJRT)

Volume 3, Issue 1
ISSN (Print): 2663-4392
ISSN (Electronic): 2706-6436
ISSN (CD-ROM): 2708-132X
Issue: http://al-milal.org/journal/index.php/almilal/issue/view/6
URL: http://al-milal.org/journal/index.php/almilal/article/view/119
Article DOI: https://doi.org/10.46600/almilal.v3i1.119

AMJRT

Title Concept of National State: A *Study* of Muslim Ideology in the Subcontinent

Author (s): Fiaz Ahmad Farooq and Shabnam Kosar

Received on: 02 November, 2020
Accepted on: 27 May, 2021
Published on: 30 June, 2021
Citation: Fiaz Ahmad Farooq and Shabnam Kosar, "Concept of National State: A Study of Muslim Ideology in the Subcontinent," *Al-Milal: Journal of Religion and Thought* 3 no. 1 (2021): 23-43.

Publisher: Pakistan Society of Religions

ASIAN Research Index
ACADEMIA
ERIH PLUS
INDEX COPERNICUS
EuroPub
Google Scholar
IRI
Crossref
Click here for more

AMJRT 3:1 (2021) pp. 23-43 **ISSN: 2663-4392**

قومی ریاست کا تصور: برصغیر کی اسلامی فکر کا خصوصی مطالعہ

Concept of National State: A Study of Muslim Ideology in the Subcontinent

فیاض احمد فاروق *
شبنم کوثر **

Abstract

The concept of nation state has gained popularity in recent times. The institution of state came into being to organize and strengthen human relationships within a society. As a society is an amalgam of individuals, state, as an institution, focuses on creating harmony and brotherhood amongst them. The beginning of this concept can be found in western political culture. Western scholars and thinkers can be seen advocating this concept in their writings. However, in Subcontinent some scholars, while questioning the legitimacy of this concept, have highlighted the idea of an Islamic state. In this context, this study tends to examine the concept of nation state in Sub-continent. For this purpose, this paper highlights the concept of nation state given by Islam. As the concepts of nationality and identity are interlinked in an Islamic state, the concept of state given by Islam proves to be more encompassing in comparison to its western counterpart. The analytical and discourse analyses is adopted in this study.

Keywords: National State, Islamic Concept, Nationality, Identity, Solidarity, Unity

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، انسٹی ٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان fayyazahmadfarooq@gmail.com

**ایم فل علوم اسلامیہ، میرپور یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، میرپور، آزاد کشمیر shabnamksr@gmail.com

تمہید

انسان فطری طور پر مدنی الطبع ہے اور اجتماعی زندگی گزارنا پسند کرتا ہے۔ اجتماعی زندگی میں انسان اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے کچھ ایسے افعال کا مرتکب ہوتا ہے جس سے معاشرے کا اجتماعی نظام خراب ہو جاتا ہے۔ معاشرے میں توازن کو برقرار رکھنے کے لیے ایسی اجتماعی قوت کی ضرورت ہوتی ہے جو انسانوں کے باہمی تنازعات کا تصفیہ، افراط و تفریط کا خاتمہ اور ظلم و زیادتی کا سدباب کر کے معاشرے کی اجتماعی ہیئت کو قائم رکھے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے جو اجتماعی قوت وجود میں آتی ہے اسے ریاست و سلطنت کا نام دیا جاتا ہے۔ ریاست کے تصور میں جغرافیائی حد بندی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس سے کسی قوم میں تنظیم کا رجحان اور شعور پیدا ہوتا ہے۔ ریاست ہی وہ ادارہ ہے جو زمین پر رہنے والے افراد کے مختلف گروہوں کے باہمی تعلقات کو مضبوط منظم اور ان کے مفادات و مقاصد کو ہم آہنگ کرتی ہے۔ جب سے جمہوری دور کا آغاز ہوا، سرحدیں تقسیم ہوئیں اور نئے ممالک اور ریاستیں وجود میں آئیں تو پھر قومی ریاست کا تصور بھی سامنے آیا۔

اگر جمہوری ادوار کے ریاستی نظام کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں بنیادی طور پر قوم، قومیت اور قوم پرستی کا تصور سامنے آتا ہے اور پھر اسی قومیت کی بنیاد پر قومی ریاستوں کا ارتقاء ہوا۔ جب بھی کسی قوم کے افراد میں مشترکہ مفادات اور مصالح کی بنیاد پر اشتراک ہوا تو ان اقوام میں قومیت کا جذبہ بھی پیدا ہوا۔ مغرب کی معاشرتی زندگی میں قوم اور قومیت کی تشکیل کے لیے مذہب کی بجائے رنگ، نسل اور زبان کے اشتراک کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح یورپی اقوام کا مشترکہ مذہب عیسائیت ہے مگر اختلاف زبان و وطن نے انھیں الگ الگ قوموں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ قومیت کے قیام میں وحدت و اشتراک کے کئی پہلو ہو سکتے ہیں مگر ان سب میں بنیادی پہلو قوت رابطہ کا ہے جو زیادہ لوگوں کو ایک مقصد پر جمع کرتی ہے۔

قومی ریاستوں کے قیام میں تین بنیادی تصورات بہت اہم ہیں، جن میں قومیت، عصبیت اور وطنیت شامل ہیں۔ قومی ریاستوں کی یہ فکری اساس قوموں کے عروج و زوال پر اثر انداز ہوتی ہے اور یہ فکری اساسی تصورات قوموں کی تہذیبی و ثقافتی زندگی میں بھی موجود ہوتی ہے۔ جب بھی کسی قوم میں قومیت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو وہ قوم لازمی طور پر عصبیت کا شکار ہوتی ہے اور ایک قوم کے افراد دیگر اقوام پر امتیازات کے ساتھ اپنے مفادات کو ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اسی لیے قومیت اور قوم پرستی کے نتیجے میں جو ریاستیں وجود میں آتی ہیں وہ ریاستیں بھی اپنے اپنے مفادات کا تحفظ کرتی ہیں جس کی وجہ سے افراد معاشرہ میں غیر امتیازی رویے پیدا ہوتے ہیں۔ برصغیر کا خطہ تاریخی لحاظ سے بہت اہم ہے کیونکہ اس خطے میں مختلف اقوام، مذاہب اور تہذیبیں آباد رہیں اور ان تہذیبوں کی ثقافتی اقدار اور ان کے آثار بھی نمایاں ہیں۔ یہ خطہ ایک عرصے تک اسلامی

حکومت کا حصہ رہا اور مغلیہ دور حکومت کے زوال کے بعد یہ خطہ حکومت برطانیہ کے زیر تسلط چلا گیا۔ انیسویں صدی کے آغاز میں جب دیگر ریاستیں آزاد ہوئیں تب یہ خطہ بھی برطانیہ کے تسلط سے آزاد ہوا۔ یہاں آزادی کی تحریک متحدہ قومیت کی بنا پر پیدا ہوئی جو بعد میں دو قومی نظریہ میں تبدیل ہو گئی۔ اس نظریے کی تفصیل علامہ محمد اقبال کی فکر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس خطہ کے دیگر مسلم مفکرین نے قوم، قومیت اور قومی ریاست کے موضوع پر اپنے خیالات کا بھرپور اظہار کیا۔ لہذا اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ یہ دیکھا جائے کہ برصغیر کی مسلم فکر نے قومیت اور قومی ریاست کو کس نظریے سے دیکھا اور اس بارے ان کی فکر کیا تھی۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

اسلامی ریاست پر بہت سا تحقیقی مواد لکھا گیا ہے مگر قومی ریاست کے حوالے سے بہت کم مواد ملتا ہے۔ اس حوالے سے جو تحقیقی و تصنیفی مواد ملتا ہے ان میں سے سید حسین احمد مدنی کی ایک کتاب "متحدہ قومیت اور اسلام"[1] ہے۔ اس کتاب میں حسین احمد مدنی نے قوم اور ملت کی اساس کو بیان کیا ہے۔ مولانا مدنی ہندوستانی لوگوں کا مختلف مذہب اور مختلف زبانوں سے تعلق ہونے کے باوجود ان لوگوں کو ایک قوم سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہندوستانی لوگ اس وقت اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں جب ان کو منظم کر کے ایک رشتے میں منسلک کر دیا جائے۔ اس لیے مولانا نے اپنی اس کتاب میں متحدہ قومیت کا تصور دیا۔ صدر الدین اصلاحی کی ایک کتاب "اسلام اور اجتماعیت"[2] ہے۔ وہ اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ اجتماعی نظام وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہم بحیثیت مسلمان منظم ہو کر اپنے تمام مقاصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان چونکہ اجتماعیت پسند ہے اور مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے، اس لیے اس کی تمام وحدتیں بھی قومی اجتماعیت میں تبدیل ہوتی گئیں۔ صدرالدین نے ایک طرف تو اجتماعیت کی بات کی اور ساتھ نفس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ حقوق کے تحفظ کا تصور بھی دیا اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و ہمدردی کا احساس بھی دلایا۔ غیر اجتماعی زندگی میں اسلام زوال کا شکار ہو جائے گا اور اس کو استعمار اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ اس لیے اسلام نے مسلمانوں کو منظم اجتماعیت کا حکم دیا ہے اور عصبیت سے دور رہنے کی تلقین کی۔ اسی طرح اس

---

[1] سید حسین احمد مدنی، **متحدہ قومیت اور اسلام**، (لاہور: مکتبہ محمودیہ، 1939ء)۔

Syed Hussain Ahmad Madni, *Muttāhīda Qaūmīyyāt aur Islām*, (Lahore:Maktābā Mehmodīyā,1939)

[2] صدر الدین اصلاحی، **اسلام اور اجتماعیت**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، 2011ء)۔

Sadrūddīn, Islaāhī, *Islam aur Ijtāmaīyāt*(Lahore:Islamic Publications LTD,2011)

موضوع پر ایک کتاب ''ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کا تصور قومیت اور پاکستان''[3] ہے۔ اس کتاب میں علامہ محمد اقبال نے یہ تصور دیا کہ قومیں نسلی، لسانی اور جغرافیائی حدود سے نہیں بنتیں بلکہ قومیں مذہب اور اوطان سے بنتی ہیں۔ اقبال نے مغربی تصور قومیت کو رد کیا اور مسلم قومیت کا تصور دے کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو ایک نئی جلا بخشی۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ایک کتاب "مسئلہ قومیت"[4] ہے۔ مولانا اس کتاب میں قوم کا مفہوم واضح کرتے ہوئے قوم کے عناصر ترکیبی بھی بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قومیت کا قیام اشتراک کی کسی ایک جہت سے ہے اور اشتراک اور وحدت کی جہتیں بہت سی ہیں۔ اس لیے وہ قومیں کامیاب ہوتی ہیں جو وحدت اشتراک کی بنیاد پر متحد ہو جاتی ہیں اور اتحاد و اتفاق ہی قوموں کے عروج کا سبب بنتا ہے۔ وحید قریشی کی ایک کتاب "اقبال اور پاکستانی قومیت"[5] ہے۔ اقبال کا تصور وطن بہت وسیع ہے، اقبال کے نزدیک ملت واحد کے تصور کو صرف اسی وقت تقویت مل سکتی ہے جب وطن کے تصور کو مکان سے نکال کر زمان میں شامل کیا جائے اور یہی وہ تصور ہے جس سے مسلمان فکری طور پر نسلی اور علاقائی عصبیتوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے اقبال نے خلافت کے تصور کو بھی حقائق کے پس منظر میں دیکھا۔ اقبال نے انسانی قدروں اور انسانیت کے لیے جس عالمگیر برادری کا تصور دیا اس کی اساس بھی اخلاق اور مذہب کے اساسی ضابطوں پر ہے۔، اسی طرح اس موضوع پر ایک کتاب ڈاکٹر اسرار احمد کی "خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کا نظام"[6] شامل ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر اسرار احمد نے اسلام کے تصور خلافت کی وضاحت کی، امت مسلمہ کے عروج و زوال کو بیان کرتے ہوئے پاکستان میں خلافت کے احیاء کا تصور دیا۔ خلافت کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے، ریاستی تنظیم اور انسانی حقوق کے ارتقاء کا تصور دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو بیان کیا، مخلوط قومیت کی نفی کی اور نظام خلافت میں غیر مسلموں کے حقوق اور ان

---

[3] تبسم کاشمیری، **علامہ محمد اقبال کا تصور قومیت اور پاکستان**، (لاہور: مکتبہ عالیہ، 1977)۔

Tabassum Kaashmiri, *Allama Iqbal ka tasswūr Qaūmīyyāt aur Pakistan* (Lahore, Maktābā Aliīya 1977)

[4] سید ابوالاعلیٰ مودودی ، **مسئلہ قومیت** (لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، 1988ء)۔

Syed Abul A'lā, Maudūdī, *Mas'la Qaūmīyyāt*, (Lahore,Idara Tarjumānūl Qurān,1988)

[5] وحید قریشی، **اقبال اور پاکستانی قومیت**، (لاہور: مکتبہ عالیہ، 1977ء)۔

Waheed Qureshi, *Iqbal aur Pakistani Qaūmīyyāt*, (Lahore: Maktābāh Alīyāh,1977)

[6] اسرار احمد،، **خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کا نظام** (لاہور: انجمن خدام القرآن، 2005)۔

Israr Ahmad, *Khīlāfāt Ki Haqiqat Aur Asr e Hazīr Main Iss Ka Nīzām*, (Lahore, Anjūmān Khuddām ul Qurān, 2005).

کی ذمہ داریوں کی وضاحت کی۔ اس کے علاوہ قوم اور قومیت کے حوالے سے دو تحقیقی آرٹیکلز بھی لکھے گئے ہیں ان میں سے ایک نعمانہ خالد کا" مغربی تصور قومیت اور امت مسلمہ پر اس کے اثرات کا جائزہ"[7] ہے۔ اس پیپر میں مقالہ نگار نے لفظ قوم کی وضاحت کی، اس سے متعلقہ اصطلاحات بیان کیں، قومیت کے عناصر ترکیبی کی وضاحت کی۔ نظریہ قومیت بیان کرتے ہوئے مسلم مفکرین کے دلائل کا جائزہ لیا اور قومیت کے امت مسلمہ پر نظریاتی، فکری، مذہبی، سیاسی اور معاشرتی اثرات کا جائزہ لیا۔ اور دوسرا سید احمد یوسف بنوری اور ڈاکٹر زاہد علی زاہدی نے "اسلام اور مسئلہ قومیت، بعض پہلوؤں سے جائزہ"[8] کے عنوان سے لکھا۔ اس پیپر میں مقالہ نگار نے قومیت کی مختلف جہات شعوبیت، عروبیت،، قومیت، وطنیت اور عصبیت کو بیان کیا اور تصور امت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

سابقہ کام کا جائزہ لینے سے معلوم ہوا کہ مختلف اہل علم نے قوم، قومیت اور وطنیت کو تو بیان کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اجتماعیت اور اجتماعی نظام کو بھی مفصل بیان کر دیا مگر قومیت کی بنا مسلم مفکرین نے جس قومی ریاست کا تصور دیا اس پر روشنی نہیں ڈالی گئی اس لیے میں نے اس موضوع کا انتخاب کیا۔

اسلوب تحقیق

اس تحقیق میں اسلوب تحقیق بیانہ اور تجزیاتی اختیار کیا گیا ہے۔ اصل ماخذ سے استفادہ کرتے ہوئے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ قرآن کریم کے لیے سورۃ نمبر اور آیت نمبر دیا گیا ہے، حدیث کے حوالہ کے لیے صحاح ستہ سے حدیث کے حوالہ جات دیے ہیں جو حدیث صحاح میں نہیں ملی اسے بنیادی مصدر مسند احمد سے حوالہ دیا گیا ہے اور طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ مصنف اور کتب حدیث کے نام کے ساتھ کتاب کا عنوان، باب کا عنوان اور حدیث نمبر بھی شامل کیا گیا ہے۔ موضوع سے متعلق

[7] نعمانہ خالد، **مغربی تصور قومیت اور امت مسلمہ پر اس کے اثرات کا جائزہ**، (مجلہ علوم اسلامیہ، شمارہ نمبر 19، 2016)، 166۔149۔

Nomana Khalid, "*Maghrābī Tasawur Qaūmīyyāt aur Ummat Muslīmāh per us kay Asrat ka Jaiza*", Mūjālla Ulūm Islamīah, 19,2016): 149۔166.

[8] سید احمد یوسف بنوری، زاہد علی زاہدی، **اسلام اور مسئلہ قومیت، بعض پہلوؤں کا جائزہ**، راحۃ القلوب، جلد 4، شمارہ 2، جولائی دسمبر 2020۔ ص: 43۔54

Syed Ahmad Yusuf Banwārī, Zahid Ali Zahīdī, "*Islam aur Mas'ala Qaūmīyāt, Baāz Pehluon ka Jaīzā*", Rahāt ul Quloob, 4:2, (July-December 2020) 43۔54.

برصغیر کے مصنفین کی آراء کے لیے ان کی اصل کتب سے استفادہ کرتے ہوئے حوالہ جات دیے گئے ہیں اور مواد کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔

قومی ریاست کا ارتقاء اور تصور (جدید تصور ریاست)

قومی ریاست کا تصور پندرہویں صدی سے وجود میں آیا مگر ہر دور میں اس تصور کو ایک نئے انداز میں پیش کیا جاتا رہا۔ پروفیسر نیرا یاول ڈیوس قومی ریاست کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

The nation-state is one where the great majority are conscious of a common identity and share the same culture.[9]

یعنی قومی ریاست سے مراد ایسی ریاست ہے جس میں افراد کی اکثریت مشترکہ شناخت اور تہذیب سے متعلق شعور رکھتی ہے۔ قومی ریاست سے مراد ہر وہ ریاست ہوتی ہے جس میں مشترکہ قومیت اور قوم پرستی کا جذبہ موجود ہو۔ افراد کی ایک ایسی جماعت جو کسی مخصوص علاقے میں رہتی ہو، اس کی ایک منظم حکومت ہو جو ریاستی نظم و نسق کو چلائے اور اجتماعی نظام کو قائم رکھے اور عوامی اقتدار کا غلبہ حاصل کرے۔ اس کو داخلی خود مختاری حاصل ہو اور کسی بیرونی طاقت کے مطیع نہ ہو۔

ہر وہ ریاست جس میں مشترکہ قومیت، نسل، زبان اور قوم پرستی کا جذبہ موجود ہو، وہ قومی ریاست کہلاتی ہے۔ سیاسی مفکرین میں میکاوَلی (۱۴۶۹ تا ۱۵۲۷ء) پہلا شخص ہے جس نے قومی ریاست کا تصور پیش کیا۔ اس کی مجموعی فکر میں قوم پرستی اور حب الوطنی کا عنصر غالب نظر آتا ہے۔[10] اسی تصور کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا تقی امینی لکھتے ہیں: دور حاضر میں قومی ریاست کا بانی میکاوَلی کو کہا جاتا ہے حالانکہ اس کا موجد میکاوَلی نہیں بلکہ یہ نظریہ رومی تصور سے ماخوذ ہے جو دیگر علوم و فنون کے ساتھ وارد ہوا۔ اب چونکہ یہ نئے دور میں نئے انداز میں پیش ہوا تو اس کو اسی نام سے قبول کر لیا گیا۔[11]

جدید قومی ریاست کا ارتقاء پندرہویں صدی میں مغرب کے دو ممالک انگلستان اور فرانس سے ہوا ان دونوں ممالک میں ان کی صد سالہ جنگ (۱۳۳۷ء تا ۱۴۵۳ء) کے نتیجے میں قومی خود داری ابھر کر سامنے آئی۔ سولہویں اور سترہویں صدی

---

[9] Yuval-Davis, Nira" *Gender and Nation*", (UK: University of East London, 1997), 21.

[10] محمد اعظم چوہدری، **بین الاقوامی تعلقات نظریہ اور عمل**، (کراچی: طاہر سنز طبع پنجم، 1994)، 95۔

Muhammad Azam Ch., *Baīn-al-Aqwāmī Ta'alūqāt Nazrīyāh aur Amāl* (Karachi: Tahir Sons, 1994),95.

[11] تقی امینی، **لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر**، (لاہور: دار الکتب 1996)، 19۔

Taqi Amini, *La Mazhābī Daūr ka Tārīkhī Pas-e-Manzār*, (Lahore: Dar-ul-Kutub,1996),19.

میں باہمی جنگوں کے باعث اسپین، پرتگال اور ہالینڈ وغیرہ قومی ریاستیں بن گئیں۔ان کے بعد شمالی یورپ میں سویڈن، ڈنمارک،ناروے اور سوویت یونین بھی قومی ریاستیں بن گئیں۔انیسویں صدی میں اٹلی اور جرمنی بھی قومی ریاستیں بن گئیں۔پہلی عالمی جنگ کے بعد پورا یورپ قومی ریاستوں میں تبدیل ہو گیا۔انیسویں صدی کے آخر میں ایشیا میں سب سے پہلے جاپان کی قومی ریاست وجود میں آئی۔دوسری عالمی جنگ کے بعد ایشیا اور افریقہ میں قومی ریاستوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔[12] اس کی مزید وضاحت معاہدہ ویسٹ فیلیا میں ملتی ہے۔

معاہدہ ویسٹ فیلیا نے قومی ریاست کی راہ ہموار کی اور بادشاہت کا خاتمہ کر کے علاقائی خود مختاری کا تصور دیا۔لہذا بادشاہ کے پاس اپنے علاقے سے اطاعت کا اختیار ختم کر دیا گیا کیونکہ اب کلیسا کئی ممالک پر روحانی اقتدار برقرار نہیں رکھ سکتا تھا۔دوسرے الفاظ میں بہت سے ممالک جیسے انگلستان، فرانس، جرمنی، اسپین وغیرہ نے کلیسا کی طاقت کو مذہبی معاملات میں ماننے سے انکار کر دیا، رومی بادشاہت کو غیر مذہبی معاملات میں جٹھلا دیا اور اقتدار اعلیٰ کو ریاست سے منسلک کر دیا گیا۔اس کا مطلب یہ تھا کہ ہر ریاست کو بغیر کسی اندرونی و بیرونی رکاوٹ کے اپنی عوامی طاقت اور وسائل کو اپنی منشاء کے مطابق استعمال کا حق مل چکا تھا۔[13] قومی ریاست کے متعلق مغربی مفکر کوف مین لکھتا ہے۔

Along with the emergence of the nation-state came another core principle, that of nationalism. Nationalism ties the identification of the group with a common past, language, history, customs, practices, and so on.[14]

قومی ریاست کے آغاز کے ساتھ ایک اور بنیاد یا صولا بھرا، وہ قوم پرستی تھا۔ قوم پرستی نے گروہ کی شناخت کو مشترکہ ماضی، زبان، تاریخ، اقدار و طوار، اور دیگر عناصر کے ساتھ وابستہ کر دیا۔

قومی ریاست کے تصور نے انسانی معاشرے کو ایک نئی تنظیم میں ڈھال دیا۔اس (قومی ریاست) سے پہلے انسانی معاشرے کی تنظیم قبائل، نسبیت اور برادری جیسی مقامی جمیعتوں کی صورت میں ہوتی تھی۔یہ مقامی گروہ اور ان میں رہنے والے افراد کے اپنے الگ مفادات اور وفاداریاں ہوتی تھیں۔اس تنظیم سازی کی وجہ سے معاشرہ قبائل اور چھوٹے گروہوں

[12] اعظم چوہدری، **بین الاقوامی تعلقات نظریہ اور عمل**،94۔

Azam Ch, *Bain-Ul-Aqwāmī Ta'alūqāt Nazrīyāh aur Amāl*, 94.

[13]Vidya Nadkarni, *Comparative Politics &International Relations* (London: Oxford University Press, 2010), 47.

[14]Joyce Kaufman, *Introduction to International Relations Theory and Practice*, (London: Rowman &Little field Publishers) 79.

میں بٹا ہوا ہوتا تھا جس کو ایک اجتماعی اور ریاستی طاقت کے ذریعے متحد رکھا جاتا تھا تاکہ معاشرتی استحکام ہو، سماجی ضروریات اور حاجات کی تکمیل ہو، افراط و تفریط کا خاتمہ ہو اور باہمی تنازعات کو حل کر کے معاشرتی امن و امان کو بھی قائم کیا جا سکے۔ اس قومی ریاست کے وجود سے پہلے مقامی ریاستیں دعوی تو کرتی تھیں مگر ان مسائل کو حل نہیں کر پاتی تھیں۔ قومی ریاست نے نہ صرف مقامی جمیعتوں اور ان کے مفادات کا تحفظ کیا بلکہ ان کے تمام مسائل کو بھی مستقل بنیادوں پر حل کر دیا۔ اس کے برعکس اسلامی ریاست میں مقامی جمیعتوں اور مشترکہ وحدتی نظام کی بجائے اجتماعی نظام کو سامنے رکھا۔ اس لیے اسلامی ریاست نے ان تعصبات کو بھی ختم کر دیا جو نسل پرستی اور قوم پرستی کی وجہ سے جنم لیتے تھے۔ اسلامی ریاست میں اس بات کو واضح کیا گیا کہ حاکم اور رعایا کا تعلق صرف سیاسی غلبے اور محکومی کا نہیں بلکہ باہمی محبت، اخوت اور مساوات کا ہے۔ اس لیے تمام طبقات کے حقوق کا برابر خیال رکھا جائے گا اور اجتماعی نظام کو سامنے رکھتے ہوئے پالیسیاں بھی وضع کی جائیں گی۔

قومی ریاست اور مسلم فکر

ریاست ایک ایسا تصور ہے جس پر ہر دور کے مفکرین نے قلم اٹھایا اور ریاستی نظام، حکومت اور منتظمین ریاست سے متعلق بہترین فکری آراء پیش کیں۔ جہاں تک قومی ریاست کا تعلق ہے تو اس سے متعلق بھی مغربی مفکرین نے سب سے پہلے مفصل انداز میں لکھا۔ مسلم مفکرین نے قومی ریاست کی بجائے اسلامی ریاست کو اپنا موضوع بحث بنائے رکھا۔ اس لیے برصغیر کے مفکرین نے بھی کھل کر قومی ریاست کو موضوع بحث نہیں بنایا مگر جب برصغیر کی تقسیم اور آزادی کی تحریک شروع ہوئی تو برصغیر کے مسلم مفکرین نے اس موضوع پر اپنی اپنی فکری آراء پیش کیں۔ جہاں تک قومی ریاست سے متعلق برصغیر کے مسلم مفکرین کا نقطہ نظر ہے تو برصغیر کی مسلم فکر دو حصوں میں منقسم نظر آتی ہے۔ کچھ مفکرین زمانی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے مغربی نظریے کے مطابق قومی ریاست کے جواز کو تسلیم کرتے ہیں جب کہ کچھ مفکرین نے قومی ریاست کی بجائے اسلامی ریاست کے قیام کو ضروری سمجھتے ہیں اور اسلامی اصول و ضوابط کے مطابق ریاستی نظام کو ترجیح دیتے ہیں۔ قومی ریاست کے حوالے سے مفکرین کی فکر کا مطالعہ کریں تو درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

ا۔ تصور قومیت

قومی ریاست میں سب سے بنیادی تصور قومیت کا ہے، قومیت کا تصور لفظ قوم سے آیا ہے اور قوم کی وضاحت مختلف اہل علم نے کی ہے۔ مولانا محمد رفیع قوم کا معنی گروہ، ذات، نسل، فرقہ بیان کرتے ہیں۔[15] "قوم انسانوں کی ایسی پائیدار اور

[15] محمد رفیع، **جامع اللغات** (کراچی: دارالاشاعت، 1954) 449۔

مضبوط جماعت کا نام ہے جس میں اشتراکِ زبان، ارض اور معاش پایا جائے اور س کی نفسیاتی ساخت بھی ایک جیسی ہو۔"[16] ہر انسان کی اپنی ایک انفرادی پہچان ہوتی ہے جو اسے دیگر لوگوں سے ممتاز کرتی ہے اور یہی پہچان اس کی شہرت کا باعث بنتی ہے۔ انسانوں میں مشترک عوامل ان کی قومی پہچان بنتے ہیں اور انھیں مشترک عوامل کی بنیاد پر ان میں اتحاد و اتفاق بھی پیدا ہوتا ہے۔ اسی مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے حسین احمد مدنی لکھتے ہیں انسانی تمدن کی یہ خوبی ہے کہ مشترک اغراض و مصالح کے لیے متعدد افراد مل کر باہمی تعاون اور اشتراکِ عمل پیدا کر لیتے ہیں جس سے انسانی تمدن میں وحدت کردار پیدا ہو جاتی ہے۔ تمدن کی ترقی کے ساتھ اس اجتماعی وحدت کا دائرہ بھی وسیع ہوتا ہے جس میں انسانوں کی بڑی تعداد شامل ہو جاتی ہے۔ اسی مجموعہ افراد کا نام قوم ہے۔"[17] قرآن کریم میں قوم کا لفظ ایک جیسے مذہبی میلان رکھنے والوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم میں ملت، امت اور حزب کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں جن کا مطلب بھی محض پہچان اور نشاندہی ہے۔ قوم کا اطلاق ایسے گروہ پر کیا جاتا ہے جس میں کوئی جامع وجہ پائی جاتی ہو اور وہ جامع وجہ چاہے مذہب، رنگ، نسل، وطن، پیشہ یا کوئی مادی و معنوی ہو جیسے عربی قوم، عجمی قوم، مصری قوم، سیدوں کی قوم، دنیاداروں کی قوم، وغیرہ۔[18] قوم انسانوں کے ایسے اجتماع کو کہتے ہیں جس میں وحدت کے ایسے عناصر موجود ہوں جو ایک ہیئت اجتماعی مشترکہ مفادات پر قائم کر لیتے ہوں۔ اسلام میں قوم کا تصور پہچان اور مذہبی یگانگت کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے اسلام ایسے تصور کی نفی کرتا ہے جو محض انفرادی مفادات کی بنا پر قائم ہو بلکہ اسلام میں اجتماعی مفادات کو اہمیت دی جاتی ہے۔

جہاں تک قومیت کا تصور ہے تو برصغیر کے مسلم مفکرین نے اس پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی (م ۱۹۴۴ء) لکھتے ہیں: "اسلام قومیتوں سے انکار نہیں کرتا ہر قوم کا خاص تمدن ہوتا ہے اسلام اقوام کے مستقل وجود کو مانتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ صالح اور غیر صالح کا امتیاز برقرار رکھتا ہے۔"[19] مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) نظریہ

Muhammad Rafi, *Jame-ul-Lūgha'āt*(Karachi: Dār-ul-Isha'āt, 1954) 449.

[16] طفیل احمد خان، **قوم اور قومیت**، (لاہور: نیا ادارہ، 1970)، 18۔

Tufail Ahmad Khan, *Qaūm aur Qaūmīyyāt*, (Lahore: Niya Idara 1970) 18.

[17] سید ابو اعلیٰ، **مسئلہ قومیت**، 1۔

Syed Abu-ul-Alā, *Mas'alā Qaūmīyāt*,1.

[18] حسین احمد مدنی، **متحدہ قومیت اور اسلام**، 8۔

Hussain Ahmad Madni, *Muttāhīda Qaūmīyāt aur Islam*, 8.

[19] محمد سرور، **خطبات مولانا عبید اللہ سندھی**، (لاہور: سندھ ساگر اکیڈمی 1994) 191-192.

قومیت سے متعلق لکھتے ہیں: "ہم باشندگان ہند بہ حیثیت ہندوستانی ہونے کے اشتراک رکھتے ہیں، جو کہ اختلاف مذاہب اور اختلاف تہذیب کے ساتھ ہر حال میں باقی رہتا ہے۔ ہمارا مذہبی اور تہذیبی اختلاف ہمارے وطنی اشتراک میں حائل نہیں ہے۔"[20] مولانا آزاد کے نزدیک مذہبی اور تہذیبی اختلاف وطنی اشتراک میں رکاوٹ نہیں بن سکتا بلکہ تکثیری سماج میں مختلف تہذیبوں کے لوگ اپنی اپنی روایات کے مطابق زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ جاوید احمد غامدی کے نزدیک "مسلمانوں کا باہمی رشتہ قومیت کا نہیں بلکہ اخوت کا ہے۔ وہ ایمانی رشتے کی وجہ سے اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔ معاشی اور معاشرتی روابط کے لیے انھیں ترجیح دیں اور ان پر اپنے دروازے کسی حال میں بند نہ کریں مگر یہ تقاضا نہیں کیا جا سکتا کہ قومی ریاستوں اور قومی شناخت سے دست بردار ہو کر ہی لازماً ایک ہی قوم اور ریاست بن جائیں۔ وہ جس طرح الگ الگ قومی ریاستیں قائم کر سکتے ہیں۔[21]

جب اسلامی تعلیمات کی رو سے ان تصورات کا جائزہ لیتے ہیں تو اسلامی ریاست میں تمام شہریوں کو بغیر کسی مذہبی تفریق، قوم، نسل اور رنگ کے عزت و احترام حاصل ہے۔ اسلام قوم کی بنیاد پر اعلیٰ و ادنیٰ اور امیر و غریب کے تمام امتیازات کو ختم کرتا ہے۔ اگرچہ قومی ریاستوں میں امتیازات کے خاتمہ کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے مگر عملی طور پر اس کا مظاہرہ کم کیا جاتا ہے۔ عرب کے قبائلی نظام میں خاندان اور نسل پرستی یعنی قوم پرستی سے اجتناب ممکن نہ تھا، اس کے باوجود اسلامی ریاست میں قوم پرستی کے اس تصور کو ختم کر دیا گیا اور سربراہ مملکت و حکومت کے اہل و عیال کو سرکاری عہدوں سے دور رکھ کر سماجی اور معاشرتی انصاف و مساوات کے تقاضوں کا پورا کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بعد آنے والے حکمران کو وصیت کی تھی کہ: "اگر میرے بعد تم خلیفہ بنو تو اپنے قبیلے کے لوگوں کو عوام کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔"[22]

Muhammad Sarwar, *Khūtbāt Molanā Ubaid Ullah Sindhi* (Lahore: Sindh Sagar Academy,1994) 191-192.

[20] ابوالکلام آزاد، **خطبات آزاد**، 280,281۔

Abul Kalam Azad, *Khūtbāt -e-Azād*,280,281.

[21] جاوید احمد غامدی، **مقامات**، 177۔

Javed Ahmad Ghamdi, *Maqāmāt*,177.

[22] ابو عبداللہ محمد ابن سعد، **طبقات الکبری** (بیروت: دار الفکر، 1904)3:340۔

Abu Abdullah, Muhammad Ibn-e-Saad, *Tabqāt ul Kūbra* (Beirut: Dār-ul-Fīkār, 1904).3,.340.

اسلام میں قومیت کی بنیاد عقیدہ اور ایمان ہے، مسلم قومیت زمانی حدود و قیود سے آزاد ہے اور اسلامی قومیت میں تمام مسلمانوں کا باہمی رشتہ شرف انسانی اور اخوت کا ہے۔ اسلام جغرافیائی حدود اور نسلی وحدت کی بنیاد پر قومی ریاست کے نظریہ قومیت کو رد کرتا ہے کیونکہ یہ نظریہ نسلی، علاقائی اور لسانی تعصبات کو فروغ دیتا ہے۔

۲۔ متحدہ قومیت

قومی ریاست میں ایک تصور متحدہ قومیت کا ہے۔ متحدہ قومیت کا تصور برصغیر کے مسلم مفکرین نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ اجتماعی نظام وقت کی اہم ضرورت ہے اور متحد ہو کر تمام مقاصد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ متحد ہو کر انگریز سے آزادی حاصل کی جائے اور اپنے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ امن و امان کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ آپس میں مذہبی، معاشرتی اور شخصی اختلافات کو ختم کیا جائے کیونکہ ہمارا یہ اختلاف وطنی اشتراک میں حائل نہیں ہو سکتا اس لیے باہم مل جل کر مشترکہ قوت سے آزادی کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ آزاد اور خود مختار ریاست میں تمام لوگ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے اپنے فرائض سر انجام دے سکتے ہیں۔ مولانا حسین مدنی نے جدوجہد آزادی کے لیے تمام ہندوستانیوں کو متحد ہو کر اپنے حقوق حاصل کرنے کی ترغیب دی۔[23]

ریاستی زندگی میں بنیادی حقوق کا تحفظ اس لحاظ سے بھی اہم ہے کیونکہ تمام انسان آزادانہ اپنی زندگی بسر کر سکتے ہیں، اس لیے کسی بھی ریاست کے شہریوں کو بنیادی حقوق سے محروم نہیں رکھا جاسکتا۔ نہ صرف برصغیر کے مسلمان بلکہ مغربی دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ متحد ہو کر اس ظلم و ستم کا خاتمہ وقت کی اہم ضرورت بن جاتی ہے۔ اسلام نے بنیادی طور پر اتحاد و اتفاق کی تعلیم دی ہے اور گروہی تقسیم اور نفاق کو ذلت، غلامی اور رسوائی قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔[24]

---

[23] حسین احمد مدنی، **نقش حیات** (کراچی:، دارالاشاعت 1953)، 474۔

Hussain Ahmad Madni, *Nāqsh-e-Hayāt*, (Karachi: Dār-ul-Isha'āt,1953) 474.

[24] ۔القرآن 3 :103

Al Qurān 3:103.

"اور سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے"۔

مولانا عبید اللہ سندھی (م ۱۹۴۴ء) ساری زندگی اندرون و بیرون ہند محاذ پر متحدہ ہندوستانی قومیت کے لیے سرگرداں رہے۔[25] مولانا ہندوستان کو اندرونی طور پر خود مختار ریاستوں اور قوموں کا وفاق تصور کرتے تھے۔ وہاں ایک ایسے متحد ہندوستاں کے خواہشمند تھے۔ جس میں تمام اکائیوں کو سیلف گورنمنٹ کا حق حاصل ہو۔ مولانا کانگرس میں رہ کر ہندو مسلم اتحاد قائم کرنا چاہتے تھے مگر وہ یکساں ثقافت اور زبان کے سخت خلاف تھے۔[26] بنیادی طور پر اسلام قومیتوں سے انکار نہیں کرتا کیونکہ ہر قوم کا الگ تمدن ہوتا ہے۔ ان کا رہن سہن، طرز زندگی اور بود و باز دوسری قوموں سے مختلف ہوتا ہے۔ اس لیے قوموں سے اختلاط ان کی تہذیب و ثقافت کی بنیاد پر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات واضح رہے کہ اسلام اقوام کے مستقل وجود کو مانتا ہے مگر تہذیبی اور ثقافتی روایات کا کا لحاظ رکھتے ہوئے صالح اور غیر صالح کے امتیاز کو برقرار رکھتا ہے۔ اسلام ایسی قوم پرستی کی مذمت کرتا ہے جو مذہبی، تہذیبی اور جو بین الاقوامیت کے راستے میں حائل ہو۔ اسلام ایک عالمگیر تہذیب کا تصور دیتا ہے اور انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔

مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) کی جدوجہد کے دو بنیادی مقاصد تھے۔ ہندوستان کو آزاد مملکت بنانا اور قوم میں اتحاد قائم کرنا، آپ ہندو مسلم مشترکہ قومیت اور متحدہ قومیت کے ذریعے قومی ریاست کے حصول کے پرزور حامی تھے۔[27]

اسلام ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جو بنی نوع انسان کی وحدت کے تصور پر مبنی ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ جو بھی ریاستی نظام متعارف کرایا جائے گا وہ متحدہ قومیت کی بجائے اسلامی نصب العین کے مطابق تشکیل دیا جائے۔ ایسی ریاست کا قیام جس میں اخوت، مساوات اور رواداری کے جذبات کو فروغ دیا جائے اور لسانی، قومی اور نسلی تعصبات کو ختم کر کے تمام طبقات کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ اسلامی نصب العین کے حصول کے لیے اسلام کی بنیادی فکر اتحاد امت کے فریضہ کی

---

[25] ابو سلیمان سندھی،، **مقالات مولانا عبید اللہ سندھی**، (کراچی: عبید اللہ سندھی اکیڈمی 1994)، 83۔

Abu Suleman Sindhi,*Maqālāt MolanāUbaid Ullah Sindhi* (Karachi: Ubaid Ullah Sindhi Academy, 1994).83.

[26] محمد ہاشم قدوائی، **جدید ہندوستان کے سیاسی و سماجی افکار** (نئی دہلی،، ترقی اردو بیو 2004)، 434۔

Muhammad Hashim Qudwai , *Jadīd Hindustan kay Siyāsī wā Samājī Afkār*, (New Delhi: Taraqi Urdu Beuro2004) 434.

[27]، ابو الکلام آزاد، **خطبات آزاد**، 132۔

Abu-ul-Kalam Azad, *Khūtbāt-e-Azād*,132.

انجام دہی کے لیے منصوبہ سازی کی جائے گی تاکہ مثالی معاشرے کے قیام کو بھی ممکن بنایا جاسکے۔ ایسا مثالی معاشرہ جس میں باہمی، قومی اور لسانی تنازعات کو حل کر کے عدل و انصاف کے تقاضوں کو بھی پورا کیا جاسکے۔

وطنیت کا تصور

قومی ریاست میں ایک تصور وطن کا ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی وطن کی بنیاد پر قوم کے بارے میں ان الفاظ میں فرمایا: "موجودہ زمانے میں قومیں نسل اور مذہب کی بجائے وطن سے بنتی ہیں۔ انگلستان میں سب بسنے والے ایک قوم شمار ہوتے ہیں، ان میں یہودی اور نصرانی بھی ہیں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ بھی ہیں، یہی حال امریکہ، فرانس اور اٹلی کا بھی ہے"۔[28] علامہ محمد اقبال دین و سیاست کی علیحدگی کے قائل نہ تھے بلکہ آپ کے نزدیک دین اور دنیا کی علیحدگی چنگیزی کی مثل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مغربی قومی ریاست کے خلاف تھے۔ اقبال نے قومیت و وطنیت کی نفی کر کے امت کا تصور دیا۔ اقبال فرماتے ہیں:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے[29]

وطن اور قوم پرستی دور جدید کی پیداوار ہے۔ اس کے مبادیات مذہب سے متضاد ہیں۔ ملت اسلامیہ اپنے عقیدے اور اسلامی نظام حیات کی وجہ سے زماں اور مکاں کی حدود سے آزاد ہے۔ اقبال نے آفاقیت اور عالمگیری پر زور دیا۔ علامہ محمد اقبال علاقائیت پرستی کے سخت خلاف تھے، وہ مسلمانوں کو ایک ملت اسلامیہ بننے کی تاکید کرتے ہیں، فرماتے ہیں، ہندی، خراسانی، افغانی اور تورانی کے فرق کو مٹا کر ایک ساحل کی مانند بے انتہا ہو جاؤ۔ جس کی کوئی علاقائی حدود نہ رہے یعنی نسل و وطن کے اختلافات کو ختم کر کے تو اپنے آپ کو ملت کے دھارے میں شامل کر دے تاکہ آئندہ تجھے ایرانی، تورانی یا افغانی کے نام سے نہ پہچانا جائے۔[30] سید ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں: "اقبال کے تصور ریاست میں ملت کا انحصار ملک و وطن پر نہیں بلکہ

---

[28] سید محمد میاں، **اسیران مالٹا**، (دیوبند: کتب خانہ نعیمیہ، 2004ء)، 217۔

Syed Muhammad Mian, *Aseeran Malta*, (Deoband:Naeemīyā Kutūb Khana 2004), 217.

[29] علامہ محمد اقبال، **بال جبریل**، (علی گڑھ: یونیورسٹی مارکیٹ, 1935)، 40۔

Allama, Muhammad Iqbal, *Bal-e-Jibrīl*, (Ali Garh: University Market ,1935) 40.

[30] تاراچند، **مسلم افکار سیاست** (لاہور: مکی دارالکتب 2002)، 62۔

توحید واتفاق پر ہے۔ اس لیے ریاست کسی حدود و قیود کی پابند نہیں بلکہ علاقائی تقسیم محض آزادی کو مقید کرنا ہے۔ اسلام نے ہجرت کے تصور سے آفاقیت کا درس دیا ہے۔ اس سے قوم پرستی اور وطن پرستی کی نفی ہوتی ہے۔ اقبال وطن پرستی کو قوموں کے مابین نفرت وعناد کی بنیادی وجہ قرار دیتے ہیں۔"[31]

اقبال نے اہل مغرب کے نظام سیاست اور تہذیب وثقافت پر غور خوض کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ محض ایکعارضی کاروبار ہے۔ اس کی مثال اس آشیانہ کی سی ہے جو لاغر شاخ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ ایسے آشیانے کی قسمت میں صرف اور صرفزوال اور تباہی ہے۔ اسلام میں وطن کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنی قوم اور وطن سے بہت لگاؤ تھا۔ عرب معاشرہ میں وطن کی عظمت اور محبت کو بہت عمل دخل حاصل تھا۔ آپ ﷺ نے اسلام کی محبت کو وطن کی محبت پر حاوی نہیں ہونے دیا۔ آپ ﷺ نے وطن کی محبت پر اسلام کی محبت کو ترجیح دی، جب آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو فرمایا: "اے مکہ تو مجھے دنیا کی ہر جگہ سے عزیز ہے، لیکن میں کیا کروں تیرے فرزند مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے"[32] گویا یہ اس بات کا عملی ثبوت تھا کہ وطن بڑی چیز ہے مگر اس کا درجہ اتنا بلند نہیں کہ ایمان اور عقیدہ کو اس کے تابع کیا جائے۔ نسل و قومیت کی بناء پر تشکیل پانے والی قومیتوں میں ساری اہمیت انہی عناصر کو ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افرادِ معاشرہ اس قسم کے عناصر سے گہری وابستگی رکھتے ہیں اور اس کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں برداشت کرتے، اسی حمیت و حمایت میں مرنے اور مارنے کا نام عصبیت ہے۔ عصبیت کی وضاحت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عنواثل بن الاسقع انها سمعت اباها یقول قلت یارسول اللہ ﷺ ما العصبیۃقال ان تعین قومک الظلم ۔[33]

Tara Chand, *Muslim Afkār Sīyasāt*, (Lahore:Makkī Dār-ul-Kūtūb,2002)62.

[31] ابوالحسن علی ندوی، **نقوش اقبال** مترجم مولوی شمس، تبریز خاں، (کراچی: مجلس نشریات اسلام1972)272,273۔

Abul-Hassan Nadvi, *Naqoosh e Iqbal*. Mūtrajām Maulvi Shamas, Tabrez Khan, (Karachi: Majlis Nashriyat Islam1972) 272-273.

[32] شبلی نعمانی، **الفاروق**، (کراچی: دار الاشاعت1920)، 91۔

Shīblī Nomanī, *Al-Farooq*, (Karachi: Dār-ul-Isha'āt,1920,)91 .

[33] ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، **سنن ابو داود**، کتاب النوم، باب فی العصبیۃ، (**ریاض:** دار السلام للنشر والتوضیع، 1427ھ) حدیث نمبر5119۔

Abu Daud Suleman bin Ash, as al-Sajastani, *Sūnān Abu Daūd*, Kītāb-ul-Naūm, bāb fīl Aṣ,bīyāh, (Riyaz Darūlslaām, 1427), Hadīth No. 5119.

واثل بن اسقع کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اللہ کے رسول ﷺ عصبیت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عصبیت یہ ہے کہ تم اپنی قوم کا ظلم وزیادتی میں ساتھ دو اور ان کی مدد کرو۔"

اسلام عصبیت کا خاتمہ چاہتا ہے اسی لیے وطن کی محبت میں عصبیت کی بنا پر ظلم وزیادتی درست نہیں۔

قومی وحدت و یکجہتی کا تصور

یہ ایک حقیقت ہے کہ قوموں کے عروج وزوال، ان کی ترقی و خوش حالی، تنزلی اور استحکام میں اتحاد و اتفاق، باہمی اخوت و ہمدردی، اختلاف و انتشار، تفرقہ بازی اور نفرت وعداوت بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ بات قوموں پر منحصر ہوتی ہے کہ وہ اپنی تاریخ، روایات اور نصب العین کے لیے کن چیزوں کو اختیار کرتے ہیں۔ در حقیقت یہ عناصر ان کی فکر میں فطری طور پر ودیعت ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر وہ اپنی تہذیبی وثقافتی روایات کو فروغ دیتے ہیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی اپنی فکری انقلاب کے ذریعے ہندو مسلم اختلافات کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ آپ صنعتی انقلاب کے نفاذ کے حامی تھے اور آپ چاہتے تھے کہ محنت کش طبقے کو مراعات دے کر معاشرے میں سیاسی اور معاشی مساوات قائم کی جائے۔ اسلام کے عالمگیر ہونے کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ اسلام قومیت کو مٹاتا ہے، بلکہ اسلام قومی وحدتوں کی تقسیم کو نہیں مانتا، اسلام تو صرف انسانیت کیو حدت چاہتا ہے۔ اسلام کی ترقی اور عروج کے لیے لازم ہے کہ وہ قومیتوں کے تصور کو مانے۔[34]

گویا عبید اللہ سندھی قومیت کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی ترقی کے لیے بھی یہ ضروری ہے قومی جمیعتوں میں معاشی مساوات کو نافذ کیا جائے۔ وہ قومیت سے مراد عصبیت نہیں لیتے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ ہر قوم کو ان کے سماجی، معاشی اور سیاسی حقوق عطا کیے جائیں تا کہ تکرم انسانی کے رویوں کو بھی فروغ دیا جاسکے۔ اسلام دنیا کی تمام مسلم قوموں کے لیے مکمل دستور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح مختلف ممالک میں بسنے والی مسلم اقوام بھی اس کے اجزاء اور حصے ہیں جو امت کو اس طرح مضبوط رکھتے ہیں جس طرح ایک جسم کے مختلف اعضا انسانی جسم کو مضبوط بناتے ہیں۔ مسلم اقوام میں نہ صرف محبت، اخوت اور باہمی تعاون کے جذبات پائے جاتے ہیں بلکہ یہ قومی وحدت کی بنیاد پر ترقی اور خوش حالی کے ضامن بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح ملت اسلامیہ کا مرکز اور مجموعی وجود بھی اسی صورت میں مستحکم ہو سکتا ہے جب اس کے اجزاء ترقی کر کے اس کو تقویت دیں اور باہمی طور پر متحد ہوں۔ مولانا حسین احمد مدنی نے بحیثیت عالم مسلمانوں میں مذہبی شعور پیدا کیا کہ کوئی

---

[34] محمد سرور، **مولانا عبید اللہ سندھی، حالات زندگی، تعلیمات وافکار**، (لاہور: سندھ ساگر اکیڈمی 1943)، 372,373۔

Muhammad Sarwar, Molana Ubaid Ullah Sindhi *Halaāt Zindagi, Talimaāt wa Afkār*, (Lahore : Sindh Sagar Academy1943)272, 273.

بھی ایسی حکومت جو مسلمانوں میں احکام الٰہی کی اطاعت میں حائل ہو اس کے خاتمے کے لیے جدوجہد مذہبی فرض جیسی اہمیت رکھتی ہے۔[35]

مولانا حسین احمد مدنی اپنے خط بنام حضر تطالوت میں لکھتے ہیں کہ مغربی ممالک میں ہندوستانیوں کو شہری حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ نیز مسلمانوں کو دنیا کے مختلف حصوں میں ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس کی بنیادی وجہ ہماری ذلت اور غلامی ہے۔ ہمارے ہندوستانیوں پر خود برطانیہ کے مظالم کو سنجیدہ نہیں لیا جاتا۔ اس کی بڑی وجہ ہندوستانیوں کا آپس میں نفاق ہے۔ اس نازک صورتحال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ متحد ہو کر ہندوستان کو آزاد کروایا جائے۔ یہی تمام ہندوستانیوں کا اولین فرض ہے۔[36]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتحاد و اتفاق کی بنیاد پر انگریز کی اس غلامی سے نجات حاصل کی جائے کیونکہ مسلمان اس غلامی میں زیادہ ظلم و تشدد برداشت نہیں کر سکتے۔ لہذا قومی وحدت کو تسلیم کرتے ہوئے متحد ہو کر آزادی کی تحریک میں شمولیت اختیار کی جائے تاکہ ایک الگ مملکت کے قیام کو یقینی بنایا جا سکے۔ قومی ریاستوں میں مختلف اقوام سیاسی اور معاشی محرکات کی بناء پر اپنے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔ یہ قوموں کا ایک محدود تصور ہے جس میں قومیں وقتی تقاضوں کے مطابق ڈھل تو سکتی ہیں مگر دائمی بنیادوں پر چل نہیں سکتیں اور جلد ہی زوال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ مسلمانوں کے عقیدہ و ایمان میں توحید ہی واحد بنیاد ہے جو قومی وحدت کی بنیاد بن سکتی ہے اور اسی توحید سے ہی ملت میں اتفاق و اتحاد بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ[37]

اور بے شک یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تم سب کا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو۔

کسی بھی قوم کی حقیقی کامیابی اس کے اتحاد اور یکجہتی میں مضمر ہے۔ افراد انسانی کے باہمی اتحاد و اتفاق سے ایسی اجتماعیت تشکیل پاتی ہے جو نہ صرف اپنے دشمن کو زیر کر دیتی ہے بلکہ اپنے مقاصد بھی حاصل کر لیتی ہے۔ برصغیر کی مسلم مفکرین اسی بات کی تلقین کرتے رہے کہ قومی اتحاد کو فروغ دیا جائے اور یہ اتحاد و اتفاق اور قومی یکجہتی آج کی ضرورت بھی ہے۔ اور یہ بھی ضروری

---

[35] قدوائی، **جدید ہندوستان کے سیاسی و سماجی افکار** 417۔

Qudwai, *Jadīd Hindustan kay Sīyāsī wa Samājī Afkār*,417.

[36] مدنی، **متحدہ قومیت اور اسلام**، 19.20۔

Madni, *Mūttahīdāh Qaūmīyāt aur Islām*,19-20.

[37] القرآن 23:52

Al-Qurān, 52:23.

ہے کہ تمام انفرادی مفادات اور مصالح سے بالاتر ہو کر ایسی بنیادیں تلاش کی جائیں جس پر امت کا اتحاد و اتفاق اور اجتماعیت کی مضبوط و مستحکم عمارت قائم کی جاسکے۔ ایسی قومی وحدت اور یکجہتی کی ضرورت ہے جو مسلمانوں میں قومی، ملی اور مسلکی اختلافات کو بھی حل کر سکے۔

حاکمیت کا تصور

اسلامی ریاست کا بنیادی تصور حاکمیت اور اقتدار اعلی کا ہے۔ اسلامی ریاست میں حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔ جبکہ جمہوری ریاستوں میں اقتدار اور اختیار کا مالک سربراہ حکومت اور ان کے معاونین تسلیم کیے جاتے ہیں۔ اسلام میں حاکمیت کے ساتھ ساتھ خلافت کا تصور ملتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات بھی انسان کو تفویض کیے ہیں جن کے مطابق انسان دنیاوی نظام کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد (م ۲۰۱۰ء) جو خلافت اسلامیہ کے قیام پر زور دیتے رہے وہ حاکمیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حاکمیت کا تصور صرف اللہ تعالی کی ذات سے منسلک ہے۔ تمام اختیارات کا منبع اللہ تعالی کی ذات ہے۔ جبکہ جمہوریت میں تمام اختیارات عوام کو حاصل ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ ایک ملعون نظام ہے اور کفر و شرک ہے"۔[38]

چنانچہ یہ ضروری ہے کہ اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کیا جائے اور اس کے احکامات کی پابندی کرتے ہوئے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں شریعت اسلامیہ کے مطابق قانون کی پاسداری بھی کی جائے۔ اسلام اس بات کی ہر گز اجازت نہیں دیتا کہ حاکمیت تو اللہ کی تسلیم کی جائے ریاستی نظم و نسق میں اللہ کے قوانین کی حکم عدولی کی جائے۔ اس کائنات کا حقیقی مالک صرف اللہ تعالی کی ذات ہے وہ تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے اسی لیے صرف اسی کی بادشاہی تسلیم کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ [39] اللہ تمہارا رب ہے اس کی ہی بادشاہی ہے۔ حکم صرف ذات باری تعالی کے لیے ہے اسی بات کو ایک اور مقام پر اس انداز میں فرمایا:

يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ[40]

---

[38] اسرار احمد، **پاکستان میں نظام خلافت، کیا، کیوں اور کیسے؟** 66

Israr Ahmad ,*Pakistan main Nīzām Khīlafāt, Kiya, Kyun aur Kaisay*? 66.

[39] القرآن، 35:13

Al-Qurān, 13:35.

[40] القرآن، 154:3

"کچھ لوگ کہتے تھے ہمارے ہاتھ میں کچھ کام (اختیار) ہے، کہہ دو کہ سب کام (اختیار) اللہ کے ہاتھ میں ہے"۔

مولانا مودودی آیت بالا کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے قانون سازی کا سارا اختیار اپنے پاس رکھا ہے اور انسانوں کی حیثیت محکوم کی سی ہے۔ البتہ ایسے معاملات جن کے بارے میں شریعت میں واضح حکم نہیں، وہاں اہل ایمان کو شریعت کے مطابق قانون سازی کا حق حاصل ہے۔[41]

اسلامی ممالک میں ریاست کا نظام ایسا ہونا چاہیے جس میں اللہ کے احکامات کو نافذ کیا جائے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ تمام مسلمان نظام خلافت کا احیاء کریں۔ جیسے کہ قرآن کریم میں ہے:

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُوْنَ ۔[42]

اور یہ کہ تو ان لوگوں میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے بچ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تجھ پر اتارا ہے، پھر اگر یہ منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ کا ارادہ انہیں مصیبت میں مبتلا کرنے کا ہے ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں، اور لوگوں میں بہت سے نافرمان ہیں۔

آیت بالا سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی ریاست کا اولین فرض اللہ تعالی کے قانون کا نفاذ ہے۔ قومی ریاستوں میں جہاں داخلی اور خارجی خود مختاری کا تصور ملتا ہے وہیں قومیت اور قوم پرستی کے حوالے سے مختلف مسائل بھی سامنے آتے ہیں جن مسائل کو حل کرنے کے لیے آئین اور قانون کی ضرورت پیش آتی ہے۔ وہ ریاست یا مملکت جو اسلام کے نام پر وجود میں آتی ہے اس میں آئین اور قانون کی بالادستی قائم ہوتی ہے اور یہ وہ ضابطے ہیں جو اسلامی ریاست میں اسلامی اصولوں کے مطابق اختیار کیے جاتے ہیں۔ لہذا یہ بات درست ہے کہ قومی ریاست جدید جمہوری ریاستوں میں ایک اہم ضرورت ہے مگر اس کے مقابلے میں اسلامی ریاست اور اس کے اصول وضوابط کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ قومی ریاستوں کے وجود کو تسلیم

Al-Qurān, 3: 154.

[41] سید ابوالاعلی مودودیؒ، **اسلامی ریاست** (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1967)، 54۔

Syed Maududi, *Islāmī Rīyasāt* (Lahore: Islamic Publication, 1967), 54.

[42] القرآن، 5:49

Al-Qurān, 5: 49.

کرتے ہوئے اگر اس کے نظم و نسق کو اسلامی اصولوں کے مطابق اختیار کر لیا جائے تو ریاستی نظام میں درپیش مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔

نتائج تحقیق

1. اسلام میں قومیت کی بنیاد جغرافیائی و علاقائی حدود، نسلی وحدت، زبان یا رنگ کی یکسانی کی بجائے عقیدہ، شرف انسانی اوراخوت پر رکھی گئی ہے۔ اس لیے قومی وحدت کی بنیاد قوم پرستی نہیں بلکہ اس کی بنیاد کلمہ توحید قرار دی گئی۔ اسلامیقومیت میں صالح اور غیر صالح کے فرق کو معیار بنایا گیا ہے۔
2. قومی ریاست سے مراد ایسی ریاست جس میں افراد کی اکثریت کے مشترکہ مفادات کا تحفظ کیا جائے۔
3. قومی ریاستی تصور نے مقامی جمیعتوں اور ان کے مفادات کا تحفظ کیا اور مستقل بنیادوں پر تمام مسائل کو حلبھی کیا۔
4. قومی ریاست کی اصل قوم پرستی تھی، اس اصول نے مختلف قوموں کی شناخت کو ان کے مشترکہ مفادات زبان، اقدار اور دیگر عناصر کے ساتھ وابستہ کر دیا۔
5. اسلامی ریاست میں حاکم اور رعایا کا تعلق صرف سیاسی غلبے اور محکومی کا نہیں بلکہ باہمی محبت، اخوت اور مساوات کا ہوتا ہے۔
6. متحدہ قومیت کی بنا پر جو ریاستی نظام تشکیل پائے گا اس میں تمام طبقات کے مساویانہ حقوق کا خیال رکھا جائے گا۔
7. قومی ریاست میں قومیت کا استحکا معصبیت کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے جب کہ اسلام اسی عصبیت کا خاتمہ چاہتا ہے۔

سفارشات

1. ریاستی نظام متحدہ قومیت کی بجائے اسلامی نصب العین کے مطابق تشکیل دیا جائے
2. تکثیری معاشرے میں تمام اقوام کو وحدت اشتراک کی بنیاد پر یکجا کیا جائے۔
3. ریاستی نظام کی تشکیل میں اخوت، مساوات اور رواداری کے جذبات کو فروغ دیا جائے اور لسانی، قومی اور نسلی تعصبات کو ختم کیا جائے
4. قومی امتیازات کی بنیاد پر مفادات کے حصول کی حوصلہ شکنی کی جائے
5. قومی وحدت وقت کی اہم ضرورت ہے اس کے لیے سیمینار منعقد کیے جائیں اور اس کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

Bibliography

Allama, Muhammad Iqbal. *Bal-e-Jībrīl*. Ali Garh: University Market, 1935.

Banwari, Syed Ahmad Yusuf, Zahidi and Zahid Ali, *"Islām aur Mas'ala Qaūmīyāt, Baaz Pehluon ka Jaīzā*". Rahāt ul Quloob,2020.

Bluntschli, Johann Kaspar. *The Theory of The State*. Ontario: Batochi Books Kitchener: 2000.

Ghamdi, Javed Ahmad. *Islūm aur Rīyasāt, Aik Jawābī Bīyanīa*, Lahore: Mahnama Ishraq, 2013.

Ibn-e-Saad, Abu Abdullah, Muhammad، *Tabqaāt ūl Kūbrā*. Beirut: Dār-ūl-Fīkār,1940.

Islāhī, Sadr Uddīn. *Islam aur Ijtāmaīyāt*. Lahore :Islamic Publications LTD, 2011.

Ahmad, Israr. *Pakistan main Nīzām e Khīlafāt, Kiya, Kyun aur Kaisy*? Pakistan: Tehreek-e-Khīlafāt ,2006 .

James, Paul. *Nation Formation: Towards a Theory of Abstract Community*. London: Sage Publications, 1996.

Joyce Kaufman, *Introduction to International Relations: Theory and Practice*. London: Rowman& Littlefield Publishers, 2013.

Kaashmiri, Tabassum (ed), *Iqbal ka Tassāwūr Qaūmīat aur Pakistan*, Lahore: Maktābā-e-Aalīya ,1977.

Kazancigil, Ali & Dogan Mattei. *Comparing nations*: *concepts, strategies, substance*, UK: Oxford, 1994.

Khan, Tufail Ahmad, *Qaūm aur Qaūmīyyāt*. Lahore: Naya Idara 1970.

Madni, Syed Husain Ahmad. *Mūttahīda Qaūmīyyāt aur Islām*. Lahore: Maktābāh Mehmūdīyāh, 1939.

Madni ,Syed Hussain Ahmad, *Nāqsh-e-Hayāt*. Karachi: Dār-ūl-Isha'āt, 1953.

Maudūdī, Syed Abul A'lā ,*Maslā Qaūmīyāt*. Lahore ,Idara Tarjūmānūl Qurān, 1988.

Muhammad Azam., *Bain UL Aqwāmī Ta'alūqat Nazrīyāh aur Amāl*. Karachi: Tahir Sons,1994 .

Muhammad Rafi, *Jame-ūl-Lūgha'āt*. Karachi: Dār-ūl-Isha'āt, 1954

Muhammad Sarwar, *Islām aur Jadīd Rīyāstī Nīzām*. Lahore: Maktābāh Tameer e Insānīyāt Urdu Bazar, 1990.

Muhammad Sarwar, Maulana Ubaid Ullah Sindhi, *Halaāt-e-Zindagi Taleemāt aur Sīyasī Afkār*. Lahore: Sindh Sagar Academy, 1943.

Nomana Khalid, "*Maghrābī Tasawur Qaūmīyāt aur Ummāt e Muslīmāh per us kay Asrat ka Jaiza*", Mujāllāh Uloom e Islāmīah, 19 (,2016): 149-166.

Qudwai ,Muhammad Hashim, *Jadīd Hindustan key Sīyāsī wā Samājī Afkār*. New Delhi: Taraqqi Urdu Bureau, 2004.

Rasheed Ud Din Khan, *Abu-ul-Kalam Azad: Aīk Hamāgīr Shākhsīat*. New Delhi: Taraqqiati Bureau, 2000.

Sindhi, Abu Suleman, *Maqālāt Maulana Ubaid Ullah Sindhi*. Karachi: Maulana Ubaid Ullah Sindhi Academy, 1994 .

Sindhi, Abu Suleman, Maulana Ubaid Ullah Sindhi, *Afkaār o Khīdmaāt*. Lahore: Al-Mehmood Academy Urdu Bazar, 1995.

Stalin, Josep. *Nation and Nationalism*, Translated by Tufail Ahmad Khan, Lahore: Naya Idara, 1939.

Taqi Ameeni. *La-Mazhābī Daur ka Tarīkhī Pass-e-Manzār*. Lahore: Dār-ūl-Kutūb, 1996.

Tara Chand. *Muslim Afkar Siyasat*. Lahore :Makki Dar-ul-Kutub,2002.

Vidya Nadkarni, *Comparative Politics &International Relations*. London: Oxford University Press, 2010.

Waheed Quraishi. *Iqbal aur Pakistáni Qaūmīyyāt*. Lahore: Maktābāh-e-Aalīyāh, 1977.